

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

قُوا أَنْفُسَكُمْ وَأَهْلِيكُمْ نَارًا (الْقُرْآن)

خطبہ جمعہ المبارک 5-1-96

فکر آخری

علامہ ابو محمد زین الدین شاہ راشدی
سید رحمۃ اللہ علیہ

زندگی کا آخری خطبہ

الناشر: جمعیت اہلحدیث سید لا حلقہ کراچی



نام کتاب : شیخ (رحمۃ اللہ علیہ) کی زندگی کا آخری خطاب "فکر آخرت"
مولف : شیخ بدیع الدین شاہ راشدی السندھی (رحمۃ اللہ علیہ)
صفحات : ۳۱
ناشر : جمیعت اہلحدیث سندھ حلقہ کراچی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

پیش لفظ

فرمان الہی ہے کہ وما تدری نفس ما اذا تكسب غدا وما تدری نفس
بای ارض تموت (سورۃ لقمان - ۳۴)۔

دسمبر ۱۹۹۵ء کے آخر میں جناب شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ اپنی بیماری کے علاج
کے سلسلے میں کراچی آئے اور ۲۹ دسمبر ۱۹۹۵ء کا خطبہ جمعہ الراشدی مسجد موسیٰ لین
کراچی میں ارشاد فرمایا۔ اس کے بعد آنے والا جمعہ آپ نے لاہور میں پڑھانے کا ارادہ کیا
مگر طبیعت نے اس بات کی اجازت نہیں دی اور پھر ۵ جنوری ۱۹۹۶ء کا خطبہ جمعہ کراچی
میں الراشدی مسجد موسیٰ لین میں ہی ارشاد فرمایا۔ اللہ رب العزت کو یہی منظور تھا کہ یہ
زندگی کا آخری خطبہ شاہ صاحب اپنے چاہنے والوں، دوستوں اور شاگردوں کے ہاں ہی
پڑھائیں۔

مالک تقدیر کا کیسا نظام ہے؟ وہ جانتا تھا کہ اس بندہ کی زندگی کا یہ آخری
خطاب ہے۔ اس مالک نے اپنے بندے کی زبان سے ایسے الفاظ ادا کروائے، کہ اب جن
کو سن کر یہ معلوم ہوتا ہے کہ واقعی یہ تقریر، جناب شاہ صاحب کی اپنے شاگردوں اور
دوستوں کے لئے آخری پیغام ہے۔ کہ قوا انفسکم واهلیکم ناراً۔

وہ دن بھی یاد آرہا ہے کہ ۱۸ جولائی ۱۹۹۵ء کو سعید آباد میں حرکتۃ الدعوة والجماد
کے دفتر کے افتتاح کے موقع پر جناب شاہ صاحب نے جمعیت اہلحدیث سندھ کے تمام
امراء اور ناظمین کو کہا کہ جمعیت کا کام اب میں آپ لوگوں کے حوالے کرتا ہوں۔ ایک
آدی گھر بناتا ہے، پھر اس کا سامان اکٹھا کرتا ہے، جب گھر مکمل ج جاتا ہے تو گھرانہ اس
میں آکر بستا ہے، تو آج جمعیت اہلحدیث سندھ کا نظام مکمل فعال ہو چکا ہے۔ اور اب

اس کا نظام میں آپ لوگوں کے حوالے کر رہا ہوں۔ یہ تو تھی انتظامی امور میں وصیت، مگر یہ پانچ جنوری ۱۹۹۶ء کا خطبہ وہ وصیت ہے جس کے لئے جناب شاہ صاحب نے اپنی پوری زندگی محنت کی، لوگوں کو توحید و سنت سکھائی، شرک اور بدعت کے خاتمہ کے لئے سفر کی صعوبتیں برداشت کیں، مناظرے کئے، دشمنان دین سے ٹکر لی۔ مگر پیغام حق (قرآن و حدیث) پہنچانے میں کوئی کسر نہیں اٹھا رکھی۔

عربی، اردو اور سندھی میں کثیر تصانیف کیں۔ جن کے توسط سے کئی لوگوں نے راہ حق کو اختیار کیا۔ آج جو یہ کتاب آپ کے ہاتھ میں ہے یہ جناب شاہ صاحب کے خطبہ جمعہ بتاریخ ۵ جنوری ۱۹۹۶ء کی ریکارڈ کردہ کیسٹ سے لکھا گیا ہے۔ امید ہے کہ آپ تمام دوست اس پیغام حق کو آگے دوسروں تک پہنچائیں گے۔ یہ ایک ایسا پیغام ہے جو کہ صرف قرآن و سنت سے ماخوذ ہے، نہ کہ فقہ، ملفوظات یا قصے کہانیاں۔ اس کتاب سے قبل ہم نے آپ کی خدمت میں جناب شاہ صاحب کی چند سندھی تصانیف پہنچائیں تھیں اور وعدہ بھی ہی تھا کہ شاہ صاحب کی سندھی تصانیف آپ کے ہاتھوں تک پہنچاتے رہیں گے۔ مگر جیسا کہ یہ خطبہ آپ (رحمۃ اللہ علیہ) نے اردو میں ارشاد فرمایا تھا، اس لئے اس کو من و عن شائع کیا جا رہا ہے۔ اس سے قبل گذشتہ سال (۱۹۹۶ء) سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم کانفرنس کے موقع پر شاہ صاحب کی زندگی کی آخری تصنیف ”چالیس حدیثوں“ کے نام سے آپ کی خدمت میں پیش کیا تھا۔ اور اب یہ آخری تقریر! اللہ سبحانہ و تعالیٰ سے دعا ہے کہ اس تقریر کو جناب شاہ صاحب کے لئے صدقہ جاریہ بنائے اور جو پیغام شاہ صاحب نے اپنی تقریر میں ہمیں دیا ہے اس پر ہمیں غور و فکر کی اور عمل کی توفیق عطا فرمائے آمین۔

جمعیت المدینہ سندھ حلقہ کراچی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مقدمہ

الحمد لله رب العالمين والصلاة والسلام على رسول الله و على آله و صحبه و اهل طاعته اجمعين، وبعد،

قارئین کرام کے سامنے فکر آخرت کے عنوان پر یہ مختصر مگر جامع رسالہ ہے۔ یہ شیخ العرب والعجم علامہ ابو محمد بدیع الدین شاہ الراشدی رحمہ اللہ کا آخری خطبہ جمعہ ہے جو شاہ صاحب مرحوم نے جامع مسجد الراشدی موسیٰ لین میں ارشاد فرمایا تھا، اس خطبہ کے دو دن بعد شاہ صاحب کا کراچی ہی میں انتقال ہو گیا اور یوں عالم اسلام ایک عظیم علمی شخصیت سے محروم ہو گیا، شاہ صاحب کی وفات اسلامی قلعہ کی دیوار میں ایک ایسا شگاف ہے جس کے پر ہونے کے آثار دور دور تک دکھائی نہیں دیتے۔ واللہ المستعان۔

فکر آخرت! ایک ایسا موضوع ہے جس کی اہمیت سے انکار ممکن نہیں ہے یہی اہمیت اس رسالہ کی طباعت کا سبب بنی، جس میں مرکزی کردار ہماری جمعیت اہلحدیث سندھ کی مرکزی شوریٰ کے رکن ثناء اللہ بھائی کا ہے، ترتیب و تسوید کی ذمہ داری مولانا محمد داؤد شاکر نے انجام دی اور یوں یہ خطاب کتابی شکل میں آپ کے سامنے موجود ہے۔ فجزاہم اللہ خیر۔ آج معاشرہ کے تمام امراض کا علاج، تمام پریشانیوں کا حل اور تمام دکھوں کا مداوہ فکر آخرت سے ہی ممکن ہے۔ قد افلح من تزی و ذکر اسم ربہ فصلى بل تؤثرون الحياة الدنيا والاخرة خیر و ابقى۔

سورۃ اعلیٰ کی ان آیات کی ترتیب سے یہ بات واضح ہے کہ نیکی اور فلاح کے راستے میں سب سے بڑی رکاوٹ دنیا کی محبت ہے، اور دنیا کی محبت کا علاج فکر آخرت ہے۔ یہ فکر اللہ تعالیٰ جس شخص کو عطا فرما دے اس کی اصلاح کا راستہ کھل جاتا ہے، اور

محروم وہ شخص ہے جس کا دل آخرت سے غافل ہو۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے، 'وكنتم نهيتكم عن زیارة القبور الا فزوروها فانها تذکر اللاحرة یعنی میں پہلے تمہیں قبروں کی زیارت سے روکا کرتا تھا (کیونکہ قبروں کے تعلق سے معاشرے میں شرک بہت پھیلتا ہے اب چونکہ عقائد مستحکم ہو گئے ہیں لہذا اب) حکم دیتا ہوں کہ قبروں کی زیارت کیا کرو کیونکہ اس سے آخرت کی یاد آتی ہے۔

اس حدیث مبارک کا واضح درس یہی ہے کہ آخرت کی فکر سے ہمیں کبھی غافل نہیں ہونا چاہئے۔ بلکہ یہ فکر ہمیشہ دامن گیر رہنا چاہئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے، 'آخرت کے بارے میں جو کچھ میں جانتا ہوں اگر تم جان لو تو تمہاری ہنسیاں بند ہو جائیں، تم مستقل رونے بیٹھ جاؤ اور بستروں کی تمام لذتیں بھول جاؤ۔' 'میں کیسے خوش رہوں؟ صور پھونکنے والا فرشتہ صور اپنے منہ میں دبانے کھڑا ہے' (نہ معلوم قیامت کب قائم ہو جائے؟)

جب اولاد آدم کے سردار، اکرم الملائق، صاحب لواء الحمد اور امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے فکر آخرت کا یہ عالم ہے تو ہمارا کیا انداز ہونا چاہئے؟

ہم اس تحقیری کتاب کے ذریعہ غافل دلوں کو بیدار کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اور اپنے سمیت تمام بھائیوں کو فکر آخرت کی دعوت دیتے ہیں۔ یہی سعادت کی اساس ہے، بہترین زاد راہ ہے، تقویٰ کا مظہر ہے، اور فلاح و سداد کا زینہ ہے۔ اللہ تعالیٰ ہماری راہنمائی فرمائے (آمین)۔

اس کتاب کی طباعت کے سلسلہ میں تمام معاونین و مساعمین کو اجر عظیم عطا فرمائے، اس ذات رحیم و کریم سے مزید توفیق کی درخواست ہے۔ و صلی اللہ علی

نبینا محمد و علی آلہ و صحبہ و من اقتدی بہدیه الی یوم الدین

و کتبہ عبداللہ ناصر رحمانی

امیر جمعیت اہل حدیث سندھ پاکستان

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

ان الحمد لله نحمده و نستعينه ونستغفره ونعوذ بالله من شرور
انفسنا ومن سيئات اعمالنا من يهده الله فلا مضل له ومن يضلل الله فلا
هادي له - اشهد ان لا اله الا الله وحده لا شريك له واشهد ان محمدا عبده
ورسوله - اللهم صل على محمد وعلى آل محمد كما صليت على ابراهيم
وعلى آل ابراهيم انك حميد مجيد اللهم بارك على محمد وعلى آل محمد
كما باركت على ابراهيم وعلى آل ابراهيم انك حميد مجيد.

اما بعد - فان خير الحديث كتاب الله وخير الهدي هدي محمد
صلى الله عليه وسلم وشر الامور محدثاتها وكل محدثة بدعة وكل
بدعة ضلالة وكل ضلالة في النار - اعوذ بالله السميع العليم من
الشیطان الرجیم من همزه ونفخه ونفثه - بسم الله الرحمن الرحيم يا
ايها الذين امنوا قوا انفسكم واهليكم نارا وقودها الناس والحجارة
عليها ملئكة غلاظ شداد لا يعصون الله ما امرهم و يفعلون ما
يؤمرون - يا ايها الذين كفروا لا تعتذروا اليوم انما تجزون ما كنتم
تعملون - يا ايها الذين امنوا توبوا الى الله توبة نصوحا عسى ربكم ان
يكفر عنكم سيئاتكم ويدخلكم جنات تجري من تحتها الانهار يوم
لا يخزي الله النبي والذين امنوا معه نورهم يسعى بين ايديهم
وباليمانهم يقولون ربنا اتمم لنا نورنا واغفر لنا انك على كل شيء قدير
(التحریم ۸-۲)

ان آیات کریمہ کے اندر اللہ تبارک وتعالیٰ ایک حکم دیتا ہے خاص کر ان

لوگوں کو جو ایمان کے دعوے دار ہیں، مسلمان کہلاتے ہیں ان کو یہ حکم دیتا ہے حکم تو بہت ہیں لیکن یہ ایک جامع حکم ہے جس میں ہمارے لئے ہر قسم کی بھلائیاں ہیں اور ہر قسم کی برائیوں سے بچاؤ ہے وہ ہمیں حکم دیتا ہے ایمان دار کا نام لے کر ”یا ایہا الذین آمنوا“ اے ایمان والو! اے مسلمانو! گویا یہ ہم کو خطاب ہے، وہ کیا ہے؟ کہ اے ایمان والو ”قوا انفسکم واهلیکم نارا“۔ اے ایمان والو! اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو جہنم کی آگ سے بچالو۔

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جتنے حکم دیئے وہ تو اپنی جگہ پر ہیں لیکن یہ ایک جامع حکم ہے جو سب حکموں پر حاوی ہے سب حکم اس کے اندر آ جاتے ہیں۔ جتنے نواہی ہیں وہ بھی اس کے اندر آ جاتے ہیں جن اوامر کا حکم دیا ہے وہ بھی اس کے اندر آ جاتے ہیں کہ اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو جہنم کی آگ سے بچاؤ۔ یعنی وہ کام کرو جن کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے اس طرح بچ سکتے ہو اور وہ کام نہ کرو جن سے اللہ تعالیٰ نے روکا ہے کیونکہ وہ کام جہنم میں لے جائیں گے۔ تو اللہ تعالیٰ کا حکم بھی اس لئے ہے کہ اپنے آپ کو اور اپنے بچوں کو جہنم کی آگ سے بچاؤ۔

فرمایا اس دن اور کوئی بچانے والا نہیں ہو گا بچنے کی راہ نہیں ہو گی، یوم لا یغنی مولیٰ عن مولیٰ شیئاً ولا ہم ینصرون الا من رحم اللہ انہ هو العزیز الرحیم (الدخان پ ۲۵ ع ۲) فرمایا اس دن کوئی کسی کو کام نہیں آئے گا۔ ماں باپ اولاد کو، بڑا چھوٹے کو پیر کسی مرید کو استاد کسی شاگرد کو کوئی کسی کو کام نہیں آئے گا۔ اللہ تعالیٰ کے عذاب سے ذرہ برابر بچا نہیں سکے گا۔ یہ خیال دل سے نکال لو کہ کوئی ایسا سہارا بھی ہے جو ہمارے بچنے کا سبب بھی بن جائے۔ کوئی نہیں صرف وہ سہارا ہے جو اللہ تعالیٰ کے پیغمبر نے بتا دیا۔ یہ طریقہ اختیار کرو۔ فرمایا ”انقذوا انفسکم من النار فانی لا املک لکم من اللہ شیئاً قد ابلیغتکم“ اے لوگو اپنے آپ کو جہنم کی

آگ سے نکال لو خود اپنے آپ کو نکال لو میں اختیار نہیں رکھتا کہ کسی کو نکالوں، البتہ یہ بات ہے کہ ”قد ابلغتکم“ جو نکلنے کا طریقہ ہے۔ جس طرح نکل سکتے ہو، وہ میں نے آپ کو بتا دیا۔ کس طرح تم بچ سکتے ہو نکل سکتے ہو وہ میں نے بتا دیا ہے۔ آپ کو اپنا فریضہ ادا کرنا ہے لیکن میں آکر نکالوں یہ نہیں ہو سکتا۔ یہ طریقہ بتا دیا ہے کہ تم اپنے آپ کو بچاؤ۔ قرابت کے قبیلوں کا ایک ایک نام لے دیا۔ سب کو بتایا۔ اس کو یہ کہا کر اپنے آپ کو جہنم سے بچاؤ، نکالو میں کچھ نہیں کر سکتا میں نے طریقہ بتا دیا۔ اب اس خطاب میں سب لوگ آگئے خاص کر جب قریش کا نام لیا تو پورا خاندان آگیا لیکن پھر بھی صراحت کی ”یا عباس عم النبی انتقد نفسک من النار فانی لا املک من اللہ شیئا قد ابلغتک“ چچا عباس تجھ کو بھی میں نے پیغام پہنچا دیا ہے اپنے آپ کو جہنم سے بچانا، نکالنا۔ میں نہیں کہہ سکوں گا کہ کہ میرا چچا ہے اس کو نہ لو۔ لہذا اپنے آپ کو بچا لو۔ پھر بیٹی سے کہا ”یا فاطمہ بنت محمدا انتقدی نفسک من النار فانی لا املک من اللہ شیئا قد ابلغتک“ بیٹی! محمد کی لڑکی! فاطمہ اپنے آپ کو جہنم سے نکال لو، جہنم سے بچاؤ میں کچھ نہیں کر سکتا میں نے تو طریقہ بتا دیا ہے کہ بچنے کا طریقہ یہی ہے۔ یہ ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم۔

اب دنیا کے پیروں کی تعلیم، گدیوں کی تعلیم، اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! جو انبیاء کے سردار ہیں، کی تعلیم آپ نے دیکھ لی، فیصلہ کرو کتنا فرق ہے؟ اس نے تو کہا۔ میں باتیں انتقدوا انفسکم من النار“ اپنے آپ کو جہنم کی آگ سے نکالو یعنی ایسا کام کرو جس سے جہنم سے نکل جاؤ۔ دوسری بات ”لا املک لکم من اللہ شیئا“ میں یہ اختیار نہیں رکھتا کہ میرا یہ دوست، میرا یہ رشتہ دار جہنم میں جاتا ہے اس کو نکال لوں۔ میں یہ نہیں کر سکتا۔

میری بات کہ ”قد ابلغتکم“ پیغام میں نے آپ کو پہنچا دیا ہے کہ اس طرح بچ سکتے ہو، جہنم سے اس طرح نکل سکتے ہو۔ یہ میں نے بتا دیا۔ میرا فریضہ ادا ہو گیا اب تمہارا کام ہے کہ اس راستے کو اختیار کرتے ہو یا نہیں۔ کتنی صاف بات ہے تمام امت کا لیڈر، پوری قوم کا پیشوا، رہنما، پوری دنیا کا امام اس وقت سے لے کر آج تک، آج سے قیامت تک کا امام اس نے فیصلہ بتا دیا ہے کہ میں اختیار نہیں رکھتا کہ تم کو جہنم سے نکال سکوں۔ البتہ جہنم سے نکلنے کا راستہ میں نے بتا دیا ہے کہ کس طرح نکل سکتے ہو، بچ سکتے ہو۔ یہ طریقہ ہے بچنے کا۔ میں نہیں بچا سکتا۔ یہ طریقہ ہے بچنے کا۔ اب بتاؤ اس سے زیادہ صاف دعوت کیا چاہئے؟ صاف الفاظ کیا چاہئے؟ دنیا کے پیروں اور گدیوں کا پول کھل گیا ان کا پول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کھول دیا کیونکہ وہ اماموں کا امام، مرشدوں کا مرشد، اس سے بڑھ کر امام اور کوئی نہیں۔ وہ کہتا ہے میں اختیار نہیں رکھتا، میں نے تمہیں راستہ بتا دیا ہے کہ یہ طریقہ بچنے کا ہے اور اب اپنے آپ کو بچانے کی کوشش کرو۔ اب کس ماں نے جتا ہے دوسرا آدمی جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان پر کئے کہ میں بچا سکتا ہوں، میں نکال سکتا ہوں، یقین جانو یہ جھوٹا ہے۔ میں منبر رسول سے اعلان کرتا ہوں کہ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بتا دیا وہ سچ ہے۔ اب جو یہ کئے کہ میں نکال سکتا ہوں وہ جھوٹا ہے۔ کوئی ہو تو اٹھ کر کئے کہ مجھے ابھی امید ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان میں جو شک کرے وہ مسلمان ہی نہیں رہتا۔ لہذا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صاف کہہ دیا ہے کہ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم خود کہتے ہیں۔ عین بائیں۔ پھر یاد کرو بھول نہ جاؤ۔ پہلی بات اپنے آپ کو جہنم سے نکالو۔ دوسری بات ”فافی لا املک لکم من اللہ شیئا“ میں اللہ تعالیٰ کے کاموں میں دخل نہیں دے سکتا، میں کچھ نہیں کر سکتا، تمہارا اختیار نہیں رکھتا۔ میری بات! ہاں جو مجھے اختیار ہے وہ میں کر چکا آپ کو راستہ بتلا دیا جس راستہ سے تم

جہنم سے بچ سکتے ہو۔ وہ راستہ میں نے آپ کو بتا دیا ہے۔ اب لینا نہ لینا آپ کا کام ہے۔ کتنا صاف مسئلہ بتا دیا۔ کوئی ڈھونگ نہیں بتایا جس طرح پیر ڈھونگ بٹلاتے ہیں کہ ہم مریدوں کو تھڑا لیں گے۔ ہم بخشوا لیں گے۔ کئی بزرگ بنے ہوئے ہیں کہتے ہیں، دعوے کرتے ہیں کہ ہم ساروں کو جنت میں لے جائیں گے۔ جیسے دادا کی جائیداد ہے اس میں لے جائیں گے۔ کوئی نہیں دے سکتا اور نہ کسی کو اختیار ہے۔ سارا جھوٹ ہے۔ اگر کسی کو اختیار ہوتا تو اللہ کے پیغمبر علیہ السلام فرماتے۔ ان سے بڑھ کر کوئی انسان نہیں۔ وہ کہتے کہ میں تم کو نکال لوں گا؟۔ نہیں وہ کہتا، میں اختیار نہیں رکھتا ”اتقذوا انفسکم من النار“ اپنے آپ کو جہنم سے نکالو۔ کتنے صاف الفاظ ہیں۔ ”اتقذوا“ معنی: نکال لو۔ یعنی اپنے آپ کو ”من النار“ جہنم کی آگ سے۔ ”فانی لا املک من اللہ شیئاً“ میں کوئی اختیار نہیں رکھتا اللہ کے ہاں۔ تم یہاں بگاڑ کے پتھو اور میں اسے چل کر بنالوں۔ یہ نہیں ہو سکتا۔ بتانے کے لئے آیا ہوں بنانے کا راستہ بتا دیا جس طرح دیکھئے نوح علیہ السلام بھی اللہ تعالیٰ کا پیغمبر۔ ان کی معمولی سروس نہیں تھی بہت بڑی سروس تھی۔ قرآن کہتا ہے: ”ولقد ارسلنا نوحاً الی قومہ فلبث فیہم الف ستۃ الا خمسین عاماً“ ہم نے نوح علیہ السلام کو اپنی قوم میں بھیجا۔ ان کے اندر تبلیغ کرتے رہے آپ نے ساڑھے نو سو سال ”الف ستۃ الا خمسین عاماً“ (العنکبوت پ ۷۰ ع ۷) ہزار سال میں پچاس سال کم۔ یعنی ساڑھے نو سو سال تبلیغ کرتا رہا۔ جس نے نہ مانا کیا اس کو یہ فائدہ ملا؟ اس کے بیٹے تک کو نجات نہیں ملی کہا ”انہ لیس من اہلک“ فرمایا یہ تیرا خاندان ہی نہیں ہے۔ تیرے گھر کا آدمی نہیں ہے۔ صاف کہہ دیا۔ جب نوح علیہ السلام نے کہا یہ میرا گھرانہ ہے، میرے خاندان کا ہے۔ میرے گھر والوں کو پکانے کا آپ نے وعدہ فرمایا ہے۔ جواب کیا ملتا ہے ”قال یا نوح انہ لیس من اہلک۔۔۔“ اللہ تعالیٰ اپنے پیغمبر کو جواب دیتا ہے ”قال یا نوح

انه ليس من اهلك انه عمل غير صالح فلا تسئلن ما ليس لك به علم اني اعطك ان تكون من الجاهلين“ فرمایا اے نوح میں نے وعدہ یہ کیا تھا کہ تیرے گھر والوں کو بچاؤں گا۔ یہ تیرے گھر کا آدمی نہیں! کیوں؟ کیا اس کا نطفہ نہیں تھا؟ اس کی بیوی کے پیٹ سے پیدا نہیں ہوا تھا؟ نہیں! یہ سب کچھ تھا۔ لیکن وجہ یہ ہوئی ”انه عمل غير صالح“ اس کے عمل اچھے نہیں تھے۔ لہذا تیرے خاندان سے نہیں۔

آج تو کہتے ہیں کہ ہم نبی کی اولاد ہیں۔ اور کام گندے کرتے ہیں۔ جو شیطان کی اولاد بھی نہ کرے۔ خدا کی قسم ہمیں تو سید کھانا شرم آتی ہے۔ اگر مجھے کوئی پوچھے کہ تمہاری قوم کیا ہے؟ تو مجھے شرم آتی ہے کہ بتاؤں کہ میری قوم کیا ہے۔ کیونکہ جو لوگوں کا حال ہے وہ دنیا دیکھتی ہے۔ نہیں تو اس سے بڑھ کر کوئی فخر ہے کہ پیغمبر علیہ السلام کی اولاد ہوں۔ اس سے بڑھ کر کوئی فخر ہو سکتا ہے؟ لیکن اس سے بڑھ کر کم بختی اور اس سے بڑھ کر نحوست بھی نہیں کہ پیغمبر کی اولاد ہو کر شیطان کے پیچھے جائیں۔ اس سے بڑھ کر کوئی بدتر انسان نہیں ہو سکتا کہ پیغمبر کی اولاد ہو کر شیطان کے پیچھے جائے۔ اس سے بڑھ کر بدترین انسان کون ہو سکتا ہے؟

تو میرے بھائیو! اللہ تعالیٰ کے سامنے کوئی نسل نہیں چلے گی۔ قومیت نہیں چلے گی۔ رشتہ داری نہیں چلے گی۔ بڑائی نہیں چلے گی۔ بڑائی اللہ کی ہوگی۔ سب وہاں آدمی ہوں گے۔ ”ان کل من فی السموات والارض الا انی الرحمن عبدا“ آسمان اور زمین کی پوری مخلوق اللہ تعالیٰ کے سامنے عاجز ہو کر آئے گی۔ کوئی بادشاہ بن کر نہیں آئے گا۔ کوئی امیر! امیر بن کر نہیں آئے گا۔ کوئی رئیس! رئیس بن کر نہیں آئے گا۔ کوئی اپنی ریاست نہیں بتلائے گا۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، (صحیح مسلم کی حدیث ہے کہ قیامت کے

روز انبیاء علیہ السلام کی زبان پر کیا ہو گا؟ (جو یہ کہتے ہیں کہ ہم چھڑا لیں گے، ہمارے سائیں بخشوا لیں گے، یہ چھڑوا دیں گے، جنت میں لے جائیں گے، جیسے دادی کے گھر جارہے ہیں)۔ فرمایا ”قال الرسل یومئذ رب سلّم سلّم“ اللہ تعالیٰ کے رسولوں کا قول ہو گا ! پروردگار تو بچا۔ پروردگار تو بچا۔ پروردگار تو بچا۔ سوچو یہ وہ مقام ہے ”یوم یفر المرء من اخیه وامه وابیه وصاحبته وبنیه وفصیلته التی تؤویہ ومن فی الارض جمیعاً ثم ینجیہ“ فرمایا بھائی بھائی سے بھاگ جائے گا کہ کہیں اس کے گناہوں میں نہ پکڑا جاؤں۔ ماں سے بیٹا بھاگ جائے گا۔ بڑا چھوٹے سے بھاگ جائے گا کوئی کسی کو تلاش نہیں کرے گا۔ پیر تو دور ہیں جس ماں نے جتا ہے ”یوم ترونها تذهل کل مرضعة عما ارضعت وتضع کل ذات حمل حملها“ قرآن کے الفاظ سنو۔ وہ ماں جس کا بچہ گود میں ہے، سینے کا ہار بنا ہوا ہے وہ بچے کو پھینک دے گی۔ کہ کہیں اس میں میں نہ پکڑی جاؤں۔ لوگ ایسے حواس باختہ ہو جائیں گے کہ عورت بچہ بھول جائے گی۔ ”وتضع کل ذات حمل حملها“ وہ پیٹ والی عورت پیٹ میں بچہ ہے ڈر کر گرا دے گی کہ کہیں اس میں نہ پکڑی جاؤں۔ یہ وہ مقام ہے کہ لوگ حواس باختہ ہو جائیں گے پیر کیا کر سکیں گے؟ بڑے کیا کر سکتے ہیں؟ سب کی بڑائی وہاں ختم ہو جائے گی۔ یہ آواز آئے گی ”لمن الملک الیوم“ آج کس کی بادشاہی ہے؟ ”این ملوک الارض؟“ زمین کے بادشاہ کہاں ہیں؟ بڑائی بٹلانے والے، جٹلانے والے کہاں ہیں۔ آج کس کی بڑائی ہے؟ کس کی بادشاہی ہے؟ کسی کو ہمت نہیں جواب دینے کی۔ تمہارے نہ کسی پر کو، نہ بزرگ کو۔ کوئی وہاں یہ نہیں کہے گا کہ میں کیسا ہوں۔ میں کیا ہوں۔ کوئی پیر یہ نہیں کہے گا۔ خود قدرت سے جواب آئے گا ”لله الواحد القہار“ ایک اللہ کی بادشاہی ہے۔ جو ایک ہے۔ اس کا کوئی شریک نہیں۔ سب پر غالب ہے۔ کوئی اس کے غلبہ سے باہر نہیں۔

ابراہیم علیہ السلام کے باپ کو جہنم میں لے جایا جائے گا ابراہیم علیہ السلام کے سامنے ابراہیم علیہ السلام دیکھ رہے ہوں گے۔ کہیں گے یا اللہ میرے لئے اس سے زیادہ کیا ذلت ہو سکتی ہے؟ ابراہیم علیہ السلام کی شان کو نہیں جانتے؟ ان کی قربانیاں نہیں جانتے؟ ان کی صلوة کو نہیں جانتے؟ ان کے ایمان کو نہیں جانتے؟ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ”واتخذ اللہ ابراہیم خلیلاً“ اللہ تعالیٰ نے ابراہیم کو اپنا دوست بنا لیا ہے۔ کیا معنی: کوئی خوبی تھی نا؟ جس کو اللہ تعالیٰ اپنا دوست بنائے کوئی معمولی بات ہے؟ (ہم خلیل اللہ کئی لوگوں کے نام رکھ لیتے ہیں۔ کیا وہ خلیل اللہ بن گئے؟ خلیل اللہ وہ ہے جس کو اللہ تعالیٰ کہے کہ وہ میرا خلیل ہے، میرا دوست ہے۔) اس کے سامنے باپ کو لایا جائے گا اور جہنم میں لے جایا جائے گا۔ ابراہیم علیہ السلام کہیں گے! یا اللہ میرا باپ میرے سامنے؟ فرمایا ابراہیم ”افی حرمۃ الجنة علی المشرک“ میں نے جنت کو مشرک پر حرام کر دیا ہے۔ کہے باشندہ پکڑا جائے گا۔ ”فیؤخذ بالنواصی والاقدام“ پکڑ کر اٹھا جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔ کوئی بچا نہیں سکتا۔ سمجھ میں آئی بات؟

تو مقصد کیا ہے؟ مقصد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کہتا ہے کہ اس دن کے لئے تیاری کرو۔ وہ دن آنے والا ہے۔ اس کو رد کرنے والا کوئی نہیں، اس کو نہ آنے دے، ہٹا دے، روک لے، کوئی کچھ نہیں کر سکتا۔ تو اس کے لئے تیاری کرو۔ بہت بڑا حادثہ ہے اس سے بڑھ کر کوئی حادثہ نہیں۔ فرمایا ”یوم ترونہا تذہل“ قیامت کا حادثہ میں بتاتا ہوں، اس کی دہشت بتاتا ہوں، جو آگے عذاب ہوگا، فیصلہ تو ہوگا ہی۔ خالی اس کی اول، ابتدا جو ہوگی اس کی دہشت کیا ہوگی ”یوم ترونہا تذہل کل مرصعة عما ارشعت وتضع کل ذات حمل حملها وترى الناس سكارى وما هم بسكارى ولكن عذاب اللہ شدید“ فرمایا! جب دیکھو گے کیا حال ہوگا؟ دودھ

پلانے والی ماں کا وہ بچہ جو اس کے سینے کا ہار بنا ہوا ہے۔ چھاتی کا سنگھار بنا ہوا ہے۔ اس کو چھوڑ دے گی کہ کہیں اس میں میں نہ پکڑی جاؤں ”وتضع کل ذات حمل حملها“ حاملہ عورت اپنے بچے کو گرا دے گی کہ میں اس میں نہ پکڑی جاؤں۔ حاملہ بکری بچے کو گرا دے گی۔ یہ ہے وہ دہشت ناک دن۔ کون کسی کا بوجھ اٹھا سکتا ہے؟ کون وہاں کسی کو چھڑا سکتا ہے؟ کوئی ہے کسی کو اختیار؟۔

جب یہ عذاب آئے گا اس وقت اللہ کے پیغمبر کہیں گے یا اللہ میری امت پر مہربانی کی جائے۔ لیکن اللہ تعالیٰ کے قانون میں اللہ تعالیٰ کی مرضی کے بغیر کوئی دخل دینے والا نہیں، کوئی اللہ کے ارادے کو بدل نہیں سکتا۔ اس کے حکم کو ٹال نہیں سکتا۔ اس کے فرمان کو روک نہیں سکتا۔ کوئی ہستی دنیا میں نہیں۔ اگر روک سکتا ہوتا، اللہ کی مشیت کو کوئی روکنے والا ہوتا تو سب سے پہلے آدم علیہ السلام ہوتے جو اپنے ایک بیٹے کو بچا لیتے جو قاتل بنا اپنے بھائی کا۔ پھر نوح علیہ السلام ہوتے جنہوں نے ساڑھے نو سو سال دین کی خدمت کی۔ ”ولقد ارسلنا نوحاً الى قومه فلبث فيهم الف سنة الا خمسين عاماً“ قرآن کہتا ہے سورۃ التکوین کے اندر کہ نوح علیہ السلام کو ہم نے بھیجا اپنی قوم میں ساڑھے نو سو سال وہاں تبلیغ کرتے رہے۔ کوئی دنیا کا پیشوا اس کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ اتنی بڑی سروس ہے اس کی۔ لیکن اس کے ایک بیٹے کو معافی نہیں مل رہی۔ اللہ تعالیٰ کو پکارتا ہے۔ قرآن ذکر کرتا ہے ”ونادى نوح ربه وقال رب ان ابني من اهلي وان وعدك الحق وانت احكم الحاكمين“ اے پروردگار تیرا وعدہ تھا تیرے گھر والوں کو بچاؤں گا۔ یہ بیٹا میرے گھر کا آدمی ہے۔ تیرا وعدہ سچا ہے۔ تو بادشاہوں کا بادشاہ ہے۔ بادشاہ اپنے وعدوں کا خیال کرتے ہیں۔ اپنے سخن کا خیال کرتے ہیں تو بادشاہوں کا بادشاہ ہے۔ فوراً جواب ملتا ہے ”قال يا نوح انه ليس من اهلك انه عمل غير صالح فلا تسئلن ما ليس لك به علم اني اعظك ان

تكون من الجاهلین“ فرمایا اے نوح میں نے تمہیں یہ کہا تھا کہ تیرے گھر والوں کو پکڑاؤ گا یہ تیرے گھر والوں میں سے نہیں ہے۔ جواب سنو! یہ تیرے گھر والوں میں سے نہیں ہے۔ کیا اس کا بیٹا نہیں تھا؟ اس کا نطفہ نہیں تھا؟ اس کی بیوی کے پیٹ سے پیدا نہیں ہوا تھا؟ کہہ سکتے ہو؟ نہیں، اللہ تعالیٰ کہتا ہے تیرے اہل میں سے نہیں ہے کیوں؟ ”انہ عمل غیر صالح“ اس کے اعمال نیک نہیں ہیں برے اعمال ہیں۔

سید کھلا کر داڑھی منڈی ہوئی ہے، قبروں کو پوج رہے ہیں، دنیا کا مال کھا رہے ہیں۔ ہم سید تمہیں چڑائیں گے۔ ان کو تو بے شرمی ہے پر تم بے شرم کیوں؟ ان کی بات مانتے ہو تمہیں خیال نہیں؟ خود بچے گا۔ جو یہاں دنیا میں جہنمیوں کے کام کر رہا ہے اس کو کیا اختیار ہے؟ یہ تمہیں نکال کر لے جائے گا؟ نانی کے گھر لے جائے گا۔ میں صاف بتلاتا ہوں جھوٹ پر بھروسہ نہ کرو کسی کے اختیار میں کچھ نہیں کہ کچھ کر سکے۔ یہ اللہ تعالیٰ کا اختیار ہے اس نے پیغمبر اس لئے بھیجے، کتاب اس لئے اتاری کہ تمہیں راستہ بتلایا جائے کہ جنت میں جانے کا راستہ کیا ہے اور جہنم سے بچنے کا طریقہ کیا ہے؟ سارا بتلادیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے الفاظ ہیں: فرمایا! ”ما من خیر الا دلتکم علیہ“ جو بھلائی کی بات ہے وہ میں نے تم کو بتلادی ”وما من شر الا حذرکم منہ“ جو برائی کی بات، اس سے میں نے تم کو ڈرا دیا ہے۔ کوئی چیز نہیں چھوڑی۔ بتاؤ اس کے بعد کس بات کی ضرورت ہے؟ اس کے بعد کس پر و مرشد کی ضرورت ہے؟ کہ ہمیں سب چیزیں بتلادیں۔ جس چیز سے ہم اللہ کو راضی کر سکتے ہیں جس چیز سے ہم اللہ کے عذاب سے بچ سکتے ہیں، سارا کچھ بتا دیا۔ اب بتاؤ اس کے بعد کس پر کی ضرورت ہے؟ یہ شیطان کے پھندے ہیں تمہیں پھنسانے کے۔ در در پھنسانے کے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ہٹا کر دنیا کے آگے پھنسانے کے لئے۔ بچاؤ

میرے بھائیو ! نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جو راستہ بتا دیا۔ اگر وہ راستہ اختیار کرو گے تو کسی کی مخالفت تمہیں روک نہیں سکتی۔ کسی کی دشمنی تمہیں پیچھے نہیں کر سکتی۔ کسی کی بزرگی کام نہیں آئے گی۔ کسی کی بڑائی تمہیں نہیں بچائے گی۔ کسی کی کرامت تمہیں نہیں بچائے گی۔ کسی کی پیروی، کسی کی بزرگی تم کو کام نہیں آئے گی۔ کتنا صلح، نیک صحیح، لیکن وہ تمہارے لئے کچھ نہیں ”من عمل صالحا فلنفسه

ومن اساء فعلیہا“ (تم السجدہ ۳۶) قرآن کے الفاظ ہیں جو اچھائیاں کرتا ہے اس کا بدلہ اس کو ملے گا۔ اور جو برائیاں کرتا ہے اس کی برائی میں دوسرا پکڑا جائے یہ نہیں ہو سکتا۔ جو یہ کہے کہ پر ہمارے بڑے پرہیزگار ہیں، بڑے نیکو کار ہیں، بڑے صلح ہیں ان کے پیچھے ہم بھٹے جائیں گے تو کچھ والا کہہ سکتا ہے کہ ہمارے بڑوں میں گنہگار بھی ہیں ہمارے بڑوں میں مشرک بھی ہیں، چور بھی ہیں، زانی بھی ہیں، ڈاکو بھی ہیں تو پھر ان کے پیچھے ہم کیوں نہیں پکڑے جائیں گے؟ بات تو ایک ہی ہے۔ اگر ان کے عمل سے ہمیں فائدہ پہنچتا ہے تو ان کے گناہوں سے نقصان کیوں نہیں ہوتا۔ کچھ میری بات؟۔

تو اللہ تعالیٰ نے یہ دین واضح کر دیا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو بھیج کر دین کو صاف اور واضح کر دیا۔ کسی قسم کا لالچ پیچ نہیں رہا۔ اس میں کسی قسم کا میل اور کچرا، گند نہیں رہا۔ اس میں صاف کر کے بتلادیا اور وہ کیا ہے؟ وہ ہے جو قرآن و سنت میں مذکور ہے۔ وہی دین ہے اس سے آگے نہ جانا۔ آگے کئی گڑھے ہیں۔ قرآن و حدیث سے آگے اور کئی گڑھے ہیں جہاں سے بچ نہیں سکتے سوائے قرآن و حدیث کے۔ یہ دو چیزیں اللہ نے دی ہیں۔ کتنے ہاتھ ہیں؟ کتنے ہاتھ ہیں؟ یولو؟ دو! ایک ہاتھ میں قرآن، دوسرے میں حدیث۔ میری کتاب کے لئے کون سا ہاتھ ہے؟ کیا ٹانگ سے پکڑو گے؟ یہاں دو ہی ہاتھ دیئے، بس خلاص۔ کتاب بھی دو دیئے۔ سوچ لو کتنا نکھرا اور صاف مسئلہ ہے۔ تو بھائیو ہم دنیا میں سیکھنے کے لئے آئے ہیں۔ ہمیں راستہ بتلادیا ہے۔ جنت میں پہنچنے کا اور اس راستہ سے بھی خبردار کر دیا گیا ہے جو راستہ جہنم میں جائے گا۔ اب اس کے بعد بھی تم نہیں سمجھتے تو کون کہے اس کو۔ ہمارے لئے جنت کا راستہ واضح کر دیا۔ اللہ تعالیٰ نے۔ مگر کیا کریں؟ خیالات نفسانی، فحاشی غالب ہیں، شیطان نے ہمارے نفس کو ہمارے اوپر اتنا غالب کر دیا ہے کہ قرآن و حدیث، اللہ تعالیٰ کا حکم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت سب کو پھلانگ کر ہم وہاں جاتے ہیں جہاں ہمارا نفس چاہتا ہے۔ اللہ تعالیٰ

نبیوں کو خبردار کرتا ہے۔ داؤد علیہ السلام بہت بڑا نبی تھا اور نبوت کے ساتھ اس کو بادشاہت بھی ملی تھی۔ فرمایا: ”یا داؤد انا جعلنک خلیفۃ فی الارض فاحکم بین الناس بالحق ولا تتبع الہوی فیضلک عن سبیل اللہ“ اے داؤد (علیہ السلام) ہم نے تم کو زمین پر خلیفہ مقرر کیا ہے۔ خلیفہ کے کیا معنی ہے کہ میں جس کو کہوں یہ کام تم نے کرنا ہے، میری طرف سے، یہ میری طرف سے۔ خلیفہ ہو گا۔ اللہ تعالیٰ کہتا ہے! ہم نے تم کو خلیفہ بنایا زمین پر، تمہارا کام کیا ہے ”فاحکم بین الناس بالحق“ لوگوں میں حکم چلا اور فیصلہ کرو جو حق کا ہو، جو ہم نے بھیجا ہے۔ ”ولا تتبع الہوی“ اپنے خیال کے پیچھے نہ جانا۔ اپنے خیال کے پیچھے نہ جانا۔ اپنی ”ہوی“ کے پیچھے نہ جانا ”ہوی“ خواہش کو کہتے ہیں ”فیضلک عن سبیل اللہ“ کس کو کہہ رہا ہے؟ مجھ جیسے گنہگار کو؟ نہیں! ایک پیغمبر کو۔ پیارے پیغمبر داؤد علیہ السلام۔ ان کو فرمایا ہے۔ خبردار خواہش کے پیچھے نہ لگنا ورنہ یہ خواہش تمہیں صحیح راستہ سے گمراہ کر دے گی۔ ہٹا دے گی۔ جب خواہش کے پیچھے چلنے کے بعد بنی نہیں بچ سکتا تو اور کوئی بچ سکتا ہے؟ ہم کون ہیں؟ یہ اللہ تعالیٰ، نبی کو فرما رہا ہے جن پر کوئی شک نہیں جس کے فتوے پر کوئی شک نہیں۔ ان کو اللہ تعالیٰ نے محفوظ رکھا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کو عصمت بخشی ہے، پاکیزگی بخشی ہے لیکن اس کو فرمایا کہ خبردار اگر تو مرضی پر چلا تو یہ مرضی تمہیں گمراہ کر دے گی۔ تو بتاؤ ہم کون ہیں؟ میں اور آپ کون ہیں کہ خواہشات کے پیچھے لگ کے، اپنی پسند کے پیچھے لگ کے کہ فلاں امام پسند ہے، مجھے فلاں پیر پسند ہے۔ تیری پسند کا کیا کوئی معیار ہے؟ تیری پسند، کوئی عیسوی پسند کوئی کسوٹی ہے؟ پسند تو ہے اللہ کی۔ اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے ایک ہی شخص پسند فرمایا ہے۔ نوٹ کر لو یاد کر لو، تمہارے لئے ایک ہی امام کو پسند کیا، دو نہیں، تین نہیں چار نہیں، اس سے زیادہ یا کم نہیں ایک امام، ایک مرشد، ایک قائد مقرر کیا ہے۔ وہ کون ہے؟ محمد رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم۔ یہ ہے تم کو اکٹھا کرنے والا یہ ہے تم کو صحیح راہ پر چلانے والا۔ اس کی ہدایت اس کی راہنمائی، اس کی سیرت، اس کی زندگی جو محفوظ ہے کتابوں میں اس پر چل کر تم اپنا جوڑ اس سے قائم کر سکتے ہو، میلاد سے اس سے جڑ نہیں سکتا۔ ربیع الاول کے مہینے میں حلوہ پکا لیا، ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حق ادا کر دیا۔ یہ حق نہیں ہے، یہ تو کھانے پینے کا مسئلہ ہے سمجھے؟ یہ ہمارا تعلق نہیں کھانے پینے کا تعلق نہیں، کھانے پینے کے لئے اللہ تعالیٰ نے بازو دیئے ہیں۔ کما سکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ہم کو عقل ہوش دیا ہے۔ کما سکتے ہیں۔ خسارے سے بچ سکتے ہیں منافع و فوائد حاصل کر سکتے ہیں۔ لیکن جو بچنے کا طریقہ ہے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی جو آپ نے پیش کی۔ ہم تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات کو دیکھتے ہیں آپ کی بات کو نہیں دیکھتے۔ میں تو کہتا ہوں۔ اللہ کے پیارے ایسے تھے، ایسے اللہ کے پیارے تھے۔ یہ جو تم کہتے ہو اس سے زیادہ ہم مانتے ہیں۔ جو تم شان ان کی بیان کرتے ہو، اس سے زیادہ ان کی شان ہے۔ لیکن ان کی بات۔ وہ کہاں گئی جو اتنا عالی شان والا ہے۔ اس کی بات بھی اتنا عالی شان والی ہونی چاہئے۔

ایک قوم کا رئیس ہے۔ وہ تو وڈیرا ایک قوم کا ہوا۔ ایک رئیس ہے پوری قوم میں اس کا حکم اس سے زیادہ ہو گا۔ اسی طرح ایک ملک کا حاکم ہے، بادشاہ ہے، فرمان روا ہے اس کو اختیارات ہیں۔ کسی کو پھانسی دے دے، کسی کو چھوڑ دے، سمجھ میں آئی بات۔ بادشاہ ہے۔ اس کے لئے اختیارات ہیں۔ لیکن ان پر بھی پابندیاں عائد ہیں۔ ہو سکتا ہے لشکر بغاوت کر دے تو بادشاہ کی بادشاہت رہے گی؟ لشکر بغاوت کر دے تو بادشاہت رہے گی؟ نہیں۔ چند آدمی بڑے ہیں ان کو مروا دیا۔ لیکن اللہ تعالیٰ کی بادشاہت کے لئے یہ بات نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ کی بادشاہت اور تمہاری پیروں فقیروں کی بادشاہت میں فرق ہے۔ ایک ہے وہ قرآن بتلاتا ہے ”ان تکفروا انتم ومن فی

الارض جميعا فان الله لغنى حميد“ سورة ابراهيم کے دوسرے رکوع میں فرمایا اگر ساری زمین کے لوگ جس میں عالم بھی ہو جاہل بھی ہو مالدار بھی ہو غریب بھی ہو، بڑا بھی ہو چھوٹا بھی ہو، عزت والا ہو، بادشاہ ہو، رعیت ہو جو بھی ہو ساری دنیا کے لوگ ہوں سارے کے سارے کافر بن جاؤ۔ اللہ کو کوئی پرواہ نہیں۔ اس کی بادشاہت میں کوئی فرق نہیں آئے گا۔ اب غور کیجئے اگر لشکر بغاوت کر دے تو بادشاہت رہے گی؟ بادشاہ کی بادشاہت رہے گی اگر قوم بغاوت کر دے۔ کیا وڈیرے اور سرداروں کی سرداری رہے گی؟ نہیں رہے گی جس کی بغاوت کرے وہ ختم ہو جائے گا۔ لیکن اللہ تعالیٰ کا لاکھ بار انکار کرو، نہ مانو، لیکن اس کے بیچے سے نہیں بچ سکتے۔ نہیں بچ سکتے، کوئی نہیں بچ سکتا۔ اللہ تعالیٰ پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کو حکم دیتا ہے سورة الزمر کے دوسرے رکوع میں ”اقمن حق علیہ کلمۃ العذاب افانت تنقذ من فی النار“ اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم جس کے لئے میں نے جہنم لکھ دی ہے، جہنم کا فیصلہ کر دیا ہے عذاب کا فیصلہ کر دیا ہے ”افانت تنقذ من فی النار“ جس کو اللہ تعالیٰ جہنم میں ڈالے تم اس کو نکال سکتے ہو؟ جس پر اللہ نے عذاب لکھ دیا ہے وہ تو عذاب میں پڑا ہے، جہنم میں پڑا ہے پھر تم اس کو نکال سکتے ہو؟ نہیں تو پھر کون نکال سکتا ہے؟ جی ہم بچا لیں گے۔ دادے کی جائیداد ہے۔ جو یہ کہتا ہے پوچھو تو اس سے کہ جنت تمہارے دادا کی جائیداد ہے، جہنم تمہارے نانا کی جائیداد ہے؟ کئی تو خود محتاج ہوں گے۔ کسمپرسی کی حالت میں ہوں گے قیامت میں کون تمہیں پوچھنے والا ہو گا؟ پوچھنے والا ایک اللہ ہے اگر یہاں تو نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ اپنا تعارف پیدا کیا اپنی جان پہچان رکھی تو وہاں تمہیں پہچان ملے گا۔ لیکن اگر آج اللہ کو بھلا دیا تو اللہ نہیں پہچانے گا۔ غور کرو میں اپنی طرف سے نہیں کہتا۔ فرمایا ”ومن اعرض عن ذکری فان لم معیشتہ ضنکنا ونحشرہ یوم القیامۃ اعمی قال رب لم حشرتني اعمی وقد کننت بصیرا“ سورة طہ کے ساتویں

رکوع میں فرمایا کہ قیامت کے دن جس نے میرے قرآن سے منہ پھیر لیا (دنیا میں) دین سے منہ پھیر لیا۔ قیامت کے روز اندھا کر کے اٹھاؤں گا۔ اندھا بنائے اٹھاؤں گا۔ وہ کہے گا ہائے میرے رب میری تو آنکھیں تھیں، میں تو آنکھوں والا تھا مجھے اندھا کیوں کیا؟ جواب ملے گا۔ سننے کے قابل ہے۔ پلے سے باندھ کر لے جاؤ یہ آپ کو ہر گھڑی، ہر لمحہ، ہر وقت کام آئے گا۔ فرمایا ”کَذٰلِكَ اَتَتْكَ آيٰتُنَا فَنَسِيْتُهَا“ بے شک تو آنکھوں والا تھا لیکن ہماری آیات آپ ان کے دیکھنے کے لئے نہیں، دنیا کے لذائذ کو دیکھتا تھا۔ دنیا کے روپ کو دیکھتا تھا۔ دنیا کی خوشیوں کو دیکھتا تھا۔ دنیا کی کمالات کو دیکھتا تھا۔ لیکن ہماری آیات نظر نہیں آتی تھیں، غیبا میں لکھلا دیا، میری آیات کو بھلا دیا ”کَذٰلِكَ الْيَوْمَ تَنْسَى“ تو آج تو بھی کسی کو یاد نہیں، تو بھی بھول گیا ہے، وقت آنے والا ہے، وقت آنے والا ہے۔ اگر اللہ سے اپنا تعلق جاری رکھنا ہے اللہ سے اپنا واسطہ باقی رکھنا ہے، تو اس کی کتاب کو چٹ جاؤ۔ اس کے پیغمبر کی سنت کو چٹ جاؤ جو اس کے قرآن کی تفسیر ہے۔ اس کے بغیر قرآن نہیں سمجھو گے۔ اس کو چٹ جاؤ۔ اللہ کو راضی کرنے کا طریقہ تم کو مل جائے گا۔ اللہ یقیناً راضی ہو جائے گا۔ وعدہ ہے اس کا۔ اس کے وعدے میں کوئی شک نہیں، لیکن اگر آپ نے یہ نہیں کیا، قرآن و حدیث کے علاوہ کہیں اور دھکے کھائے، دائیں بائیں بھٹکتے رہے تو یاد رکھو وہاں (قیامت میں) کوئی کام نہیں آئے گا۔ تمہارے پیر وہاں یاد بھی نہیں ہوں گے۔ تمہارے امام کہیں نظر بھی نہیں آئیں گے۔ کسی کی کوئی امامت نہیں ہوگی۔ یہاں اس وقت صرف ایک محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں، قیامت میں بھی ہوں گے۔ میں بتا دوں جاؤ جا کر اپنے مولویوں سے پوچھو۔ کسی امام کی امامت قیامت میں ہوگی؟ کسی پیر کی امامت ہوگی؟ قیامت میں پیری ہوگی؟ یہاں میرے امام کی امامت ہوگی وہ ہیں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ فرمایا ”وَبِئْسَ لَوْ اَنَّ الْحَمْدَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ“ فرمایا، قیامت میں اللہ تعالیٰ کی تعریف کا جھنڈا

میرے ہاتھ میں ہو گا۔ میں اکیلا اسے لے کر کھڑا ہو جاؤں گا۔ آدم علیہ السلام سے لیکر قیامت تک آنے والے سب اسی جھنڈے کے تحت ہوں گے، وہاں پر امامت کس کی ہو گی، ہمارے امام کی ہو گی۔ ہمارے امام کی۔

یوم یفر المرء من اخیه وامه وابیه وصاحبته وبنیه لكل امری منہم یومئذ شان یغنیہ ” بھائی بھائی سے بھاگ جائے گا، خاوند بیوی سے بھاگ جائے گا، بیٹا ماں سے بھاگ جائے گا، باپ بیٹے سے بھاگ جائے گا کہیں میں اس میں نہ پکڑا جاؤں، چھڑاؤں تو کیا کہیں میں اس کے گناہوں میں نہ پکڑا جاؤں ” لكل امری منہم یومئذ شان یغنیہ ” فرمایا کوئی کسی کو کام نہیں آئے گا۔ ” یوم لا یغنی مولیٰ عن مولیٰ شئاً ولا ہم ینصرون ” کوئی بڑا اپنے زیر دست کو چھڑا نہیں سکے گا۔ ” الا من رحم اللہ ” مگر ایک راستہ ہے۔ کوئی بچانے والا نہیں ” الا من رحم اللہ ” مگر جس پر اللہ کی مہربانی ہو جائے۔ بس دعا کرو اللہ ہم سب پر مہربانی فرمائے۔ اس کے رحم پر جیتے ہیں۔ اس کے رحم پر مریں گے۔ اس کی رحمت کا سہارا ہم کو ہے۔ نہ کسی مزار کا نہ درگاہ کا سہارا۔ عرش کے مالک کا ہے اور یقیناً وہ چھوڑے گا نہیں۔ ” من کان للہ کلن اللہ لہ ” جو اللہ کا بن جائے، اللہ اس کا ہے۔ تو میرے بھائیو دنیا میں ہم جو آئے ہیں وہ جنت کی راہ کو حاصل کرنے کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بتادی اس میں کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں۔ اس میں کوئی دھوکے کی بات نہیں۔ صاف کہہ دیا ہے کہ۔ یہ طریقہ صاف ہے۔ جیسے یہ میری تلی دیکھتے ہو اس طرح صاف راستہ ہے اس میں کوئی ایچ پیچ نہیں۔ یہ دوسری کتابوں نے ایچ پیچ پیدا کیا ہے۔ نہ قرآن میں کوئی ایچ پیچ ہے نہ حدیث میں۔ صاف ہے۔ یہ مولویوں نے کتابیں لکھ لکھ کر ہمارا بیڑا غرق کر دیا ہے۔ کوئی کہاں باندھ دیا ہے کوئی کہاں جیسے باندھتے ہیں نان بٹائی کرتے ہیں۔ بٹائی کی ہے انہوں نے اور کچھ نہیں۔ اللہ سے توفیق مانگو کہ اللہ ہم کو قرآن و سنت پر عمل کی

ن توفیق دے اور ہمیں دوسری بناوٹی تعلیموں سے بچائے اور ہمیں اپنی رضا کے لئے دنیا میں زندہ رکھے اور موت اسی پر ہو۔ اپنی رضا کے ساتھ اپنے پیغمبر علیہ السلام کا طریقہ بتائے کہ جس طریقہ سے وہ راضی ہوتا ہے اور کوئی طریقہ اللہ کو راضی کرنے والا نہیں۔ کسی پیر کا ہو، کسی مولوی کا ہو، کسی بادشاہ کا ہو، کسی وڈیرے کا ہو، کوئی طریقہ اللہ تعالیٰ کو راضی نہیں کر سکتا۔ وہ ایک ہے صرف ایک ہے، کان کھول کر سن لو ”دو نہیں“ تین نہیں، چار نہیں۔ وہ ایک ہے۔ اور وہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ اس کے طریقہ کو تم اختیار کر کے تم اللہ کو راضی کر سکتے ہو اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے راضی کرنے کی توفیق بخئے۔ ”وما علینا الا البلاغ المبین و آخر دعوانا ان الحمد لله رب العالمین۔“

دوسرا خطبہ

الحمد لله والعاقبة للمتقين ولا عدوان الا على الظلمين و الصلاة والسلام على سيد المرسلين وعلى اهل طاعته اجمعين ، اما بعد ، اعوذ بالله من الشيطان الرجيم من همزه ونفخه ونفثه بسم الله الرحمن الرحيم . يا ايها الذين آمنوا اتقوا الله وقولوا قولا سديدا يصلح لكم اعمالكم ويغفر لكم ذنوبكم ومن يطع الله و رسوله فقد فاز فوزاً عظيماً (الاحزاب ع ۹ پ ۲۷)

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے ایک بہت بڑی قیمتی چیز بتائی ہے، تمہارے اعمال کی نیکی بتائی ہے، تمہارے اعمال میں جو خرابی ہے وہ کیے ختم ہو سکتی ہے، تمہارے اعمال کی اصلاح کیے ہو سکتی ہے، اچھائی کیے آ سکتی ہے، دو چیزیں بتائیں۔ ایک ہے کہ ”اے ایمان والو!“ ”اتقوا اللہ“ اللہ سے ڈرتے رہو، اللہ سے ڈرتے

رہو، یہ سب سے بڑا راستہ ہے کہ ہم ہلاکت سے بچ سکتے ہیں گناہ سے بچ سکتے ہیں۔ نیکی کی طرف ہمارے قدم بڑھ سکتے ہیں یہی اللہ کا خوف ہے ہر مشکل کا جواب بھی یہی ہے، قرآن کھولو، قرآن کہتا ہے سورۃ طلاق میں ”وَمَنْ يَتَّقِ اللَّهَ يَجْعَلْ لَهُ مَخْرَجًا“ اللہ کا خوف آئے گا تو دنیا تمہارے راستے تنگ کرے گی، چلنے کا راستہ نہیں ہو گا۔ اگر تم اللہ کا خوف رکھو گے تو اللہ تمہارا راستہ کھول دے گا۔

ایک آدمی اب یہ دیکھتا ہے کہ اگر میں یہ کام کرتا ہوں تو فائدہ تو بہت ہوتا ہے، کمائی بہت ہوتی ہے، منافع بہت ہوتا ہے، لیکن اللہ ناراض ہوتا ہے، پھر تمہارے ایمان کی خبر پڑے گی یہاں کوئی پابندی نہیں، کوئی رکاوٹ نہیں، کوئی مشکل مسئلہ نہیں ہے۔ مشکل مسئلہ وہاں ہے جہاں تو دیکھتا ہے کہ اگر اللہ کو راضی کرتا ہوں تو بھوکا مرتا ہوں، تمہارے خیال کے مطابق، تو یہ ہے تمہارے ایمان کا امتحان، اس وقت پتہ لگتا ہے، اس وقت تمہارے ایمان کو پرکھا جاتا ہے۔ اگر ایک آدمی دیکھتا ہے کہ میرے پڑوس کے سب لوگ مالدار بن گئے، سود کھا کھا کر۔ ہے تو یہ حرام، مگر میرے سب دوست بڑھ گئے اور میں وہیں کا وہیں بیٹھا ہوں۔ اس کا بہت بڑا فرق پڑتا ہے کہ میں جب بھی کروں گا تو پھر دو نفل پڑھ لوں گا، توبہ کر لوں گا۔ یہ مولویوں کا کھایا ہوا مسئلہ ہے کہ گناہ کر لو پھر دو نفل پڑھ لو۔ غلط بات ہے۔ میرے دوستو! اس سے بچنے کا طریقہ کیا ہے؟ یہاں اللہ کا خوف کام کرے گا۔ اگر نہیں، یہ کام نہیں کرتا تو خسار ہو گا۔ میرے سارے دوست سارے ساتھی مالدار ہو گئے، بڑے خزانے کے مالک ہو گئے۔ بڑی ترقی کر گئے۔ میں یہیں کا یہیں ہوں۔ چلو جی میں بھی کوشش کرتا ہوں۔ یہاں اللہ کے خوف کی خبر پڑتی ہے کہ کہاں تک اللہ کو مانتا ہے۔ کہاں تک اللہ سے ڈرتا ہے؟ جس کسی کو کھو، کہتا ہے کہ میں اللہ سے ڈرتا ہوں۔ یہ تو سب کہتے ہیں کہ اللہ سے ڈرتے ہیں، پھر سود کیوں کھاتے ہو، کہ بھائی اللہ سے ڈرتے ہو! کہ ہاں ڈرتا ہوں۔ پھر جھوٹ کیوں بولتے ہو؟

کہ اس کے بغیر گزارہ نہیں ہے۔ معنی یہ کہ اللہ تعالیٰ کا خوف نہیں ہے۔ اللہ کا خوف ہوتا انسان گناہ کے لئے کیوں اٹھے۔ اللہ کے خوف کی حکمت یہی ہے۔ اللہ کے خوف کی دلیل یہی ہے، اللہ کے خوف کی پہچان یہی ہے۔ میں سو دفعہ کہوں کہ میں اللہ سے ڈرتا ہوں۔ میری بات کی دلیل کیا ہے؟ میری بات کے لئے ثبوت کیا ہے؟ سوا اس کے کہ اس کا ڈر مجھے گناہ سے روکے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا ہے کہ ”اللھم اقسّم لنا من خشیتک ما تحول بہ بیننا و بین معاصیک“ (ترمذی) ترجمہ: یا اللہ ہمیں تمہارے خوف، تمہارے ڈر کا اتنا حصہ دے دو کہ ہم گناہ کرنے لگیں تو ڈر آڑے آجائے۔ یہ ہے اللہ تعالیٰ کا ڈر۔ جب اللہ کا خوف گناہ سے نہیں روکتا تو اس کے معنی یہ کہ اللہ کا خوف ہے ہی نہیں وہ خوف ہی نہیں ہوا۔ کچھ میں آئی بات ۹۔

اللہ کے خوف کی سب سے بڑی بات یہ ہے کہ انسان کو گناہ سے روکے۔ فرمایا ”اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو گے تو اللہ تمہارے لئے راستہ آسان کر دے گا۔ دنیا تمہارا راستہ تنگ کرے گی۔ تم بیٹھے ہو کہ کوئی چارہ نہیں اس کے سوا۔ اللہ کہتا ہے کہ چارہ ہے۔ میرے پاس ”ومن یتق اللہ یجعل لہ مخرجاً۔ ویرزقہ من حیث لا یحتسب ومن یتوکل علی اللہ فہو حسبہ ان اللہ بالغ امرہ قد جعل اللہ لكل شیئ قدر“ (الطلاق پ ۲۸ ع ۱) فرمایا جو اللہ سے ڈرتا رہے گا اللہ کا خوف اس کو گناہ سے روکے گا۔ رزق کے اسباب ختم ہو جائیں گے۔ بھوک منظور ہے لیکن عرش والے کا غضب منظور نہیں۔ فرمایا کہ میں ایسے بھی نہیں چھوڑوں گا۔ فرمایا ”ویرزقہ من حیث لا یحتسب“ دیکھا کہ رزق کی کوئی صورت نہیں۔ رزق کے سارے راستے اس کو بند نظر آئیں گے۔ میں وہاں سے رزق دوں گا کہ وہم و گمان ہی نہیں۔ جو اس کو خیال ہی نہیں۔ صحیح راستہ اختیار کرنے سے میں اس کے راستے کھول دوں گا۔ کمائی کے سارے راستے بند نظر آئیں گے۔ اللہ کہتا ہے کہ میں اور راستے بھی

جانتا ہوں۔ ”ویرزقہ من حیث لا یحتسب“ فرمایا جہاں کہیں گمان بھی نہیں ہو گا وہاں سے میں تمہیں رزق دوں گا۔ یہ ہے اصلی ایمان۔ کہ اللہ تعالیٰ کا خوف گناہ سے روکے۔ گناہ سے نہیں رکنا تو خوف کس قسم کا؟ میرے دوستو! اصل ایمان یہی ہے کہ انسان ہمیشہ اللہ سے خائف رہے۔ اللہ تعالیٰ کا خوف بہت بڑی نعمت ہے۔ دیکھئے مثال کے لئے سنیے۔

بخاری شریف میں ایک شخص کا واقعہ آیا ہے۔ سبق حاصل کر لو اس واقعہ سے۔ فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ ایک شخص تھا وہ ایک عورت پر فریفتہ ہو گیا۔ اس کے پیچھے لگا۔ بڑی کوشش کی۔ بہت بڑی محنت کی۔ بڑے طریقے استعمال کئے۔ جو بھی طریقے ہوتے ہیں۔ وہ استعمال کئے۔ پیسے بھی خرچ کئے۔ آخر ایک وقت آیا کہ وہ مان گئی۔ اس نے کہا میں نے ایسا کام نہیں کیا۔ یہ کام میں نہیں کروں گی۔ ایک ایسا وقت آیا کہ وہ مجبور ہو کر، محتاج ہو کر آگئی۔ اللہ الہمی مجبوری سے سب کو بچائے۔ (آمین) وہی شخص کہتا ہے کہ وہ محتاج ہو کر آئی کہ میری مجبوری حل کرو۔ اس نے کہا! ہاں کروں گا۔ اس نے کہا مگر تجھے پتہ ہے کہ میں تیرے پیچھے لگا ہوا ہوں۔ میرا خیال پورا ہونا چاہئے اس عورت نے میری بات قبول کی۔ اور کہا کہ ہاں۔ اور پیسے اس کو دے دیئے کیونکہ ضرورت تھی۔ آخر ایک ملاقات کا وقت رکھا۔ یہ ایک عظیم واقعہ ہے۔ جب وہ مقررہ جگہ اپنی کاروائی کے لئے پہنچے تو وہ رونے لگی۔ میں نے کہا تمہارے ساتھ کوئی زبردستی کر رہا ہوں؟ تو نے اپنے پیسے لئے ہیں۔ راضی ہو کر آئی ہو۔ کہا کہ میری زندگی گزری ہے، یہ کام میں نے کبھی نہیں کیا، اللہ سے ڈرو آخر عورت کا کام مرد سے ہے۔ میرے قریب نہیں آؤ، حرام طریقے سے مجھے بچاؤ اللہ مجھے حرام سے بچائے۔ وہ ڈر گیا۔ یہ عورت اللہ سے ڈرتی ہے میں کیوں نہیں ڈرتا۔ میں انسان نہیں ہوں؟ اس وقت توبہ کی۔ برائی بھی نہیں کی۔ اور پیسے بھی واپس نہیں لئے اللہ تعالیٰ نے اس کی دعا قبول کی۔

ان میں شخصوں کا واقعہ (آپ نے) سنا ہے کہ وہ پہاڑ کے نیچے گئے۔ اور غار میں گھس گئے۔ یہ واقعہ بخاری شریف میں ہے۔ غار کے منہ پر پتھر آگیا۔ منہ بند ہو گیا۔ پتھر ہل نہیں رہا۔ اب کوئی چارہ نہیں۔ اب ہمیں نے یہ سوچا کہ بھائی اب اس طرح کرو کہ رب سے گناہوں کی معافی مانگو۔ آج کوئی بچا نہیں سکتا نہ کوئی پر اسکتا ہے نہ کوئی درگاہ آسکتی ہے۔ کیا کریں؟ لیکن صورت یہ ہے کہ ہمیں نے اپنی زندگی میں کوئی ایسا کام کیا ہو کہ جو خاص اللہ سے ڈرنے کی وجہ سے ہو۔ جو کام خاص اللہ کے لئے کیا ہو وہ پیش کر کے اللہ سے معافی مانگو۔ نہ تو فلاں پیر کے وسیلے، فلاں درگاہ کے وسیلے۔ یہ نہیں کہا بلکہ یہ کہا کہ اے اللہ اگر یہ کام خاص تیرے لئے کیا ہے تو تو ہمیں معاف فرما۔ ایک نے کہا یا اللہ میں ماں باپ کی بڑی خدمت کرتا تھا۔ بوڑھے ہو گئے۔ میری اولاد ہو گئی۔ میں شام کو بکریاں چراتا تھا۔ پیلے دودھ ماں باپ کو پلاتا تھا پھر بچوں کو۔ ایک رات کا واقعہ ہے۔ میں بکریاں چراتا رہا کہ ان کو (چارہ) کھانے دوں۔ دیر ہو گئی۔ گھر واپس آیا تو ماں باپ سو گئے تھے۔ اب کیا کروں میں دودھ ہاتھ میں لیکر ان کے سرہانے کھڑا ہو گیا وہ دونوں سوئے ہیں۔ بیوی کہتی ہے بچوں کو دودھ دو لیکن میں نے کہا کسی کو نہیں دوں گا۔ پیلے ماں باپ کو پھر بچوں کو دوں گا۔ بچے رو رہے ہیں کہ بابا دودھ، بابا دودھ۔ بیوی کہہ رہی ہے کہ ان کو اٹھا لو اور دودھ پلاؤ۔ میں نے کہا نہیں، اٹھاؤں گا بھی نہیں۔ اٹھانے سے ان کو تکلیف ہو جائے گی۔ لہذا خود اٹھیں گے میں برتن لئے کھڑا رہا یہاں تک کہ فجر ہو گئی۔ وہ اٹھے دیکھا اور کہا بیٹا تو کھڑا ہے۔ میں نے کہا ہاں میں کھڑا ہوں۔ اور میرے لئے دعا کی۔ کہا یا اللہ تعالیٰ اگر یہ کام واقعی میں نے تیرے لئے کیا ہے تو ہماری مصیبت ہٹا دے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا پتھر کا عیسرا حصہ ہٹ گیا۔ آسمان نظر آنے لگا۔

دوسرا شخص کہتا ہے ایک بندے کو میں نے (ہاری) رکھا۔ جب بٹائی کا غلام آیا

تو میں نے اس کا حصہ رکھا۔ اس کو اس کا حصہ تھوڑا نظر آیا۔ اس نے کہا بس مجھے یہی دو گئے؟ میں نے کہا بھائی تمہارا حصہ یہی بنتا ہے۔ میرا قصور نہیں وہ ماراض ہو کر چلا گیا میں نے بعد میں سوچا کہ میں نے اچھی بات نہیں کی میں نے اس کے حصہ کو زمین میں آباد کروایا کہ ہو سکتا ہے کہ وہ (ہاری) واپس آجائے۔ کافی زمانہ گزر گیا۔ ایک وقت ایسا آیا کہ وہ (ہاری) ایک دانے کے لئے بھی محتاج ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ ایسی محتاجی سے سب کو بچائے (آمین) وہ (ہاری) واپس آیا اور کہا کہ بھائی تو نے میرے ساتھ جو معاملہ کیا وہ ٹھیک ہے میں زیادہ نہیں مانگتا وہ ہی مجھے دے دو۔

میں نے کہا یہ جتنا اناج پڑا ہے یہ سب تیرا ہے لے لو۔ اس (ہاری) نے کہا بھائی ایک وقت تھا کہ تو دے نہیں رہا تھا۔ اور اب تو میرے ساتھ مذاق کر رہا ہے مجھے تو ایک دانہ دینے کے لئے تیار نہیں تھا۔ اور اب اتنا دے رہا ہے کہ تو مذاق کر رہا ہے۔ کہا کہ نہیں سچ بات یہ ہے کہ تیرے جانے کے بعد مجھے اللہ کا خوف ہوا میں نے یہ تیرا اناج اٹھایا۔ باریوں سے آباد کروایا۔ تیرا حصہ نکالتا گیا اور رکھتا گیا۔ اس طرح یہ جمع ہوا۔ اللہ کی قسم یہ سارا اناج تیرا ہے۔ وہ خوش ہو کر سارا اناج لے گیا۔ یا اللہ تو جانتا ہے اگر یہ میں نے تیری رضا کے لئے کیا ہے تو تو ہماری مصیبت ہٹا دے۔ فرمایا پتھر کافی ہٹ گیا باقی تھوڑی جگہ رہ گئی اور وہ (تھوڑا سا پتھر) ہٹتا تو نکل سکتے تھے۔

میرے نے کہا ! یا اللہ، ایک عورت تھی۔ میں نے اس کے ساتھ برائی کا ارادہ کیا۔ بڑی کوشش کی لیکن وہ پاکباز عورت تھی حرام ماننے کے لئے تیار نہیں تھی۔ آخر ایک وقت آیا کہ اس کے پاس ایک پیسہ بھی نہیں تھا۔ وہ میرے پاس آئی کہ میری مدد کرو۔ مجبور تھی۔ اللہ ایسی مجبوری سے سب کو بچائے (آمین) میں نے کہا حرام کام کے لئے تیار ہو؟ اب وہ بے بس تھی۔ اس کے پاس کوئی چارہ نہیں تھا۔ اس نے قبول

کیا۔ زندگی موت کا سوال تھا۔ پیسے بھی دیئے اس کو وقت اور جگہ مقرر کی۔ جب وہاں پہنچے تو اس کی آنکھوں میں پانی آگیا میں نے کہا کوئی زبردستی کر رہا ہوں؟ خوشی سے پیسے لئے ہیں۔ اس نے کہا اللہ مجھے حرام سے بچائے۔ میں نے آج تک حرام کام نہیں کیا۔ ناحق حرام کے ساتھ میرا حق نہ توڑو۔ حلال کے ساتھ آؤ۔ نکاح کے ساتھ حق ہے۔ حق کے ساتھ یہ بات ہونی چاہئے۔ اس وقت میں اللہ سے ڈر گیا۔ برائی بھی نہیں کی۔ پیسے بھی واپس نہیں لئے۔ میں نے توبہ کر لی۔ یا اللہ تو جانتا ہے اگر تیرے لئے میں نے توبہ کی۔ اگر یہ کام تیرے خوف سے کیا تو تو مصیبت دور کر۔ پتھر ہٹ گیا۔ اور وہ باہر نکل آئے۔ تو یہ ہے اصل بات۔ اللہ تعالیٰ ہماری بات سنتا ہے۔ پیر کے واسطے، فلاں کے واسطے، واسطے کسی کے نہیں ہوں گے۔ اپنے اعمال پیش کرو جو خالص اللہ کے لئے کئے ہوں۔ جس میں شرک کا شائبہ نہ ہو۔ صرف اللہ کے لئے ہو۔ یہ عمل وہاں کام آئے گا۔

اس سے یہ واضح ہوتا ہے کہ ہم اس دین کو سمجھیں۔ دین کی حکمت کو سمجھیں۔ ہماری اصلاح کے لئے ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق دے۔ پیروں اور ملاؤں نے اس دین کو بگاڑا ہے۔ جنہوں نے ہماری اصلاح کو، ہمارے معاشرے کو، ہماری زندگی کو، ہماری قوم کو، ہمارے بچوں کو سب کو تباہ کر دیا۔ لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کو اچانے سے ہماری قوم صحیح۔ ہمارا دین صحیح، ہمارے بھائی صحیح، ہماری اولاد صحیح۔ اللہ تعالیٰ اس دین پر ہمیں قائم رکھے (آمین) ”وآخر دعوانا ان الحمد لله رب العالمین“